مکاتیب

(۱)

ڈیئر عمار خان ناصر صاحب

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ خداوند تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

عرض یہ ہے کہ پڑھنے کے لیے اتنا کچھ سامنے پڑا ہوتا ہے کہ زندگی اور اس کے تمام لمحات انتہائی قلیل دکھائی دیتے ہیں۔ مجبوراً انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ روایتی مذہبی میگزین یا رسالوں کے لیے تو کوئی گنجائش نہیں نکلتی، لیکن آپ کا 'الشریعۃ' جب ہاتھوں میں آتا ہے تو نہ نہ کرتے ہوئے بھی محض ورق گردانی کے دوران اس کے بیشتر حصے پڑھتا چلا جاتا ہوں۔ یہ آپ کے میگزین کی خوبی یا دلچسپی ہے کہ چھٹتی نہیں یہ کافر منہ کو لگی ہوئی۔ آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ ہر ماہ مجھے یہ دار وفی سبیل اللہ ارسال فرما دیتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آپ ہی کا نہیں، آپ کے باپ دادا کا بھی قدیمی ماننے والا ہوں۔ ویسے آپ کے والد محترم بڑے خطرناک آدمی ہیں۔ ہم نئی نسل کو جس مذہبیت سے بچانے کے لیے کوشاں ہیں، روایتی علماء دین ہمارے کام کو جس قدر سہل بناتے ہیں، آپ کے والد محترم عصری تقاضوں سے آگہی اور شعوری ہتھیاروں کی کارفرمائی سے اسے اتنا ہی مشکل بنا دیتے ہیں۔ بہرحال ناچیز ان کے انسانی جذبے کو سلام پیش کرتا ہے۔

محترم عمار صاحب! آج مجھے آپ سے بات کرنے کے لیے کاغذ قلم کا سہارا اس لیے لینا پڑا ہے کہ مجھے آپ کے حالیہ شمارے کے دو مضامین بہت پسند آئے ہیں۔ ایک ''موجودہ عیسائیت کی تشکیل تاریخی حقائق کی روشنی میں'' اور دوسرا ''خواجہ حسن نظامی کی خاکہ نگاری'' جس کے لیے ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری کے ساتھ پروفیسر میاں انعام الرحمٰن بھی لائق تحسین ہیں۔ عمران چوہان صاحب نے ڈین براؤن کے ناول ''داڈاونچی کوڈ'' کے جس حصے کا انتخاب کیا ہے، یہ یقیناً خوب صورت کاوش ہے۔ اس اتنی بڑی کاوش یا جسارت پر میں جناب کی خدمت میں ایک سوال رکھنا چاہتا ہوں کہ جسے اپنے نظریے اور شعور کی سچائی پر کامل اعتماد یا ایقان ہوتا ہے، کیا اسے شدید ترین تنقید یا اعتراضات کی بوچھاڑ سے گھبرانا چاہیے؟ ''داڈانچی کوڈ'' لکھنے پر جناب ڈین براؤن کی حقیقت بیانی وحقیقت نگاری ہی ہمارے سامنے نہیں آتی ہے، بلکہ مغربی تہذیب ومعاشرت کی عظمت اور مسیحیت کے جذبہ برداشت کو بھی داد دینی پڑتی ہے۔ مغرب میں حریت فکر اور آزادئ اظہار رائے کو سامنے رکھ کر جب میں اپنی سوسائٹی پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے یہ بونوں کی سوسائٹی دکھائی دیتی ہے۔

آپ کی خدمت میں میرا سوال یہ ہے کہ کیا ہماری مسلم سوسائٹی اپنے کسی ڈین براؤن کو ''داڈاونچی کوڈ'' لکھنے کی

اجازت دے سکتی ہے؟ مجھے معلوم ہے آپ کا فوری جواب یہ ہوگا کہ ہمارے ہاں تو کوئی ''قسطنطین'' ہوا ہی نہیں۔ ہماری تو ہر چیز''لاریب'' ہے۔ جب ہم راسخ العقیدہ مسیحیوں کو ملتے ہیں تو ان کے احساسات یا تعصّبات بھی اسی نوع کے ہوتے ہیں۔ آخر دنیا میں کون سا ایسا مذہبی شخص ہے جس کو اپنے مذہب سے پیار نہ ہو اور جسے اپنے عقیدے کی سچائی پر ایمان کامل نہ ہو؟ بحیثیت مسلمان میں بھی یہی کہوں گا کہ میرا مذہب کائنات کا سب سے پکا سچا دین ہے اور یہ آخری دین ہے۔ گزارش صرف یہ ہے کہ اگر ہمارا ایمان واعتماد اتنا پختہ ہے تو پھر ذرا ذرا سی بات پر آگ بگولا کیوں ہو جاتے ہیں؟ مغرب میں سیدنا مسیح (Jesus) کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہا، لکھا اور دکھایا جا رہا؟ آفرین ہے اس سوسائٹی پر کہ وہ تو اس پر کہیں آپے سے باہر نہیں ہو رہی۔ شعور انسانی کی عظمت پر اس قدر مطمئن ہے کہ ہر منطقی وغیر منطقی سوال یا استدلال کو خندہ پیشانی سے قبول کرتی ہے اور ہم ہیں کہ محض عقیدے کی بنیاد پر دنیا کو آگ لگا کر بھسم کر دینا چاہتے ہیں۔ کوئی ہمارے عقیدے میں آئے تو مولفۃ القلوب کا حق دار ٹھہرے اور واپس جائے تو گردن زدنی قرار پائے! اس پر ابدی دعویٰ یہ ہے کہ دنیا میں ہم سے زیادہ عادل و روادار کوئی پیدا نہیں ہوا۔

اگر آج ہمارے درمیان کوئی سر پھرا یہ جائزہ لینا چاہے کہ پیغمبر اسلام اور قرآن نے جو کچھ چودہ سو سال پہلے پیش فرمایا، اس کی تمام تر جڑیں اس دور کے عرب کلچر اور عرب سوسائٹی سے پھوٹتی ہیں، کوئی ایک چیز بھی زمان ومکان سے ہٹ کر نہیں ہے تو کیا میں اور آپ ایسے شخص کو اس نوع کے جائزے لینے اور ان کی تفصیلات پیش کرنے کی اجازت دیں گے؟ نوم چومسکی کو ہمارے یہاں بڑا ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اصل ہیرو وہ مغربی سوسائٹی اور اس کے خواص وعوام ہیں جہاں چومسکی دھڑلے سے وہ سب کچھ کہہ رہا ہے اور کوئی اس کی طرف غلط نظر ڈالنا بھی جائز نہیں سمجھتا۔ کیا کوئی مسلم سوسائٹی اپنے درمیان کسی نوم چومسکی یا ڈین براؤن کو قبول اور برداشت کرنے کے لیے تیار ہے؟ مجھے، آپ کو اور ہماری قوم کو آج یہی سوال درپیش ہے کہ ہم اپنی مسلم سوسائٹی کی شعوری سطح اتنی بلند کیسے اور کب کر پائیں گے؟

آج پوری دنیا ہم مسلمانوں سے اور ہمارے عقیدے سے خوف زدہ ہے۔ پوری دنیا کو ہم نے آگے لگایا ہوا ہے، لیکن دعویٰ یہ ہے کہ ہم تو پیدا ہی انسانوں سے محبت کی خاطر ہوئے ہیں۔ میں اس وقت پوری دنیا میں بدمعاشی، قتل وغارت گری اور دہشت گردی کے پیچھے اپنی اس عدم برداشت اور رواداری کے فقدان کو دیکھ رہا ہوں۔ جس روز فکری آزادی کو ہم نے انسانیت کی مسلمہ مثبت واعلیٰ قدر کی حیثیت سے مان لیا، اس روز دنیا میں قیام امن کو کوئی نہیں روک سکے گا۔

افضال ریحان

۱۴۱۔ جیل روڈ، لاہور

(۲)

محترم المقام جناب حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی بخیر

ماہنامہ الشریعہ کا گذشتہ پانچ سال سے باقاعدہ قاری ہوں۔ آپ نے آزادانہ علمی بحث کے ذریعے مسائل کو سمجھنے کا